۲۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظموں کے ریکارڈ کے متعلق ضروری اعلان

(فرمودہ ۱۵- ستمبر ۱۹۳۳ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے ہفتہ ایک واقعہ میرے علم میں لایا گیا ہے- اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض نظموں کو گراموفون کے ریکارڈ میں بھرا گیا ہے- مَیں پالم پور میں تھا کہ مجھ سے بعض نوجوانوں نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظمیں ریکارڈ میں بھرنا جائز ہے یا نہیں- میں نے انہیں جواب دیا تھا کہ ریکارڈ اپنی ذات میں کوئی ایسی چیز نہیں جسے ہم جائز یا ناجائز کہہ سکیں- ریکارڈ جائز بھی ہوسکتا ہے اور ناجائز بھی- اس میں ثواب کی باتیں بھی ہوسکتی ہیں اور عذاب کی بھی- پس ریکارڈ اپنی ذات میں ایسی چیز نہیں کہ اس کے جائز یا ناجائز ہونے کا سوال پیدا ہو- سوال یہ ہے کہ نظمیں اس میں کس طرح بھری گئی ہیں- اس کے بعد جب میں پالم پور سے آتے ہی لاہور چلا گیا تو میرے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو نظمیں ریکارڈ میں لائی گئی ہیں- کیا ہمیں وہ ریکارڈ لینے چاہئیں یا نہیں- اُس وقت بھی میں نے یہی جواب دیا کہ ریکارڈ اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں- سوال یہ ہے کہ اس میں نظمیں کس طرح بھری گئی ہیں- اگر راگ کے وزنوں میں بھری گئی ہیں تو میں اسے ناپسند کرتا ہوں- لیکن اگر معمولی خوش الحانی کے ساتھ شاعری کے اوزان میں قطع و برید کئے بغیر ایسا ہی جیسا کہ ہم عام طور پر خوش الحانی سے سن

لیتے ہیں بھری گئی ہیں تو مفید بھی ہوسکتی ہیں۔ اور جن لوگوں کی مالی حالت ایسی ہو کہ ان کا ایسے ریکارڈ خریدنا اسراف میں داخل نہ ہو وہ خرید بھی سکتے ہیں۔ اور وقت ضائع نہ ہونے کی حد تک سن بھی سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے نظمیں لکھی ہی اس لئے ہیں کہ لوگ پڑھیں اور سنیں، نہ کہ کتابوں میں بند کرکے رکھ دینے کیلئے۔ اِس کے بعد میں جب قادیان آیا تو چند دن بعد ایک صاحب نے مجھے ایک لمبا خط لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو نظمیں طبلے اور مزامیر وغیرہ کے ساتھ ریکارڈ میں لائی گئی ہیں۔ اور بعض نوجوان پروپیگنڈا کررہے ہیں کہ ہمیں چاہیئے ایسے ریکارڈ خریدیں اور گھروں میں رکھیں۔ لکھنے والا نوجوان ایک مولوی ہے اور تعلیم یافتہ ہے۔ مگر باوجود اس کے اس نے بڑی گھبراہٹ ظاہر کی اور جس کا نام اس نے لکھا ہے، وہ دین سے بالکل ناواقف اور جماعتی نظام کے لحاظ سے بھی زیرِ عتاب ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسے شخص کے پروپیگنڈا کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ اور اس طرح گھبرانے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ میں نے ابھی تک وہ ریکارڈ نہیں سنا اور اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ ان رپورٹوں میں سے سچی کون سی ہے۔ آیا ریکارڈ مزامیر کے ساتھ بھرا گیا ہے۔ راگ کے وزنوں پر ہے یا معمولی خوش الحانی کے ساتھ۔ دو تین روز ہوئے ایک صاحب نے مجھے خط لکھا تھا کہ میں نے کوشش سے ایسے ریکارڈ تیار کرائے ہیں جو میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ اگر یہ مبالغہ نہیں اور ان کے تیار کرانے میں قادیان کے کسی شخص کا حصہ ہے تو جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا ہے، ریکارڈ اپنی ذات میں تو کوئی بُری چیز نہیں۔ بلکہ اس کے اخراجات جو اسراف کی حد تک پہنچتے ہوں، اس کا سننا جو وقت ضائع کرنے کی حد تک پہنچتا ہو اور اس میں ایسی چیز جو اپنی ذات میں ناپسندیدہ ہو بھروانا اسے بُرا بنادیتی ہے۔ اور چونکہ میں نے یہ ریکارڈ نہیں سنا اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ کیسا ہے۔ لیکن اعلان کرتا ہوں کہ اگر یہ عام خوش الحانی کے ساتھ جیسا کہ ہمارے بعض بچے پڑھتے ہیں، بھرا گیا ہے تو اگر اس کا خریدنا اسراف کی حد تک نہیں پہنچتا اور اس کا سننا وقت ضائع کرنے تک نہیں تو یہ جائز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک نظم مولوی عبدالکریم صاحب سے خود فونوگراف میں بھرائی تھی۔ اُس وقت فونوگراف ہوتے تھے، آج کل گراموفون ہیں۔ آپ نے اس غرض سے ایک نظم تیار بھی کی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے

پس اگر یہ ریکارڈ ایسا ہی ہے تو اس پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں۔ اور اگر کسی کے پاس گراموفون ہو اور خریدنے کی طاقت رکھتا ہو تو وہ بیشک اسے خریدے۔ لیکن اگر یہ راگ کے اوزان میں ہے اور مزامیر کے ساتھ ہے تو یہ ناپسندیدہ ہے۔ اس سے وہ غرض جو ان نظموں کی ہے یعنی خشیت الٰہی پیدا کرنا فوت ہوجاتی ہے۔ اس لئے ایسے ریکارڈ کو خریدنا یا اس میں مدد دینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو بُرے طریق پر استعمال کرنا ہے۔ اور میں جماعت کو ہدایت کرتا ہوں کہ کوئی ایسا ریکارڈ ہرگز نہ خریدے دوسرے لوگ تو انہیں خریدیں گے نہیں۔ اور اگر ہم بھی نہ خریدیں تو خودبخود ان کا رواج بند ہوجائے گا۔ اور آئندہ کسی کمپنی کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ اس رنگ میں ریکارڈ تیار ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی ہتک ہے۔ اور ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کے خلاف پروٹسٹ کرے۔ اس پر بعض کہتے ہیں کہ یوں بھی تم گراموفون کے ریکارڈ سنتے ہو۔ جن میں ڈھولک وغیرہ ہوتی ہے تو اس کا کیا حرج ہے۔ میں انہیں کہوں گا کہ تم تھیئٹر (THEATRE) اور بعض اوقات رنڈیوں کا ناچ بھی دیکھ لیتے ہو۔ لیکن کیا تم کبھی پسند کرسکتے ہو کہ تمہاری بیوی بھی کسی مجلس میں جاکر ناچے۔ اگر تم اس کیلئے تیار نہیں ہو تو ایسا کہنے والے سے میں کہوں گا کہ اے بے حیا! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کیلئے تیرے دل میں اتنی بھی عزت نہیں۔ جتنی اپنی بیوی کے متعلق ہے۔ جن لوگوں میں یہ چیزیں رائج ہیں وہ کبھی شریف اور اعلیٰ اخلاق والے نہیں سمجھے گئے۔ ڈھول اور باجہ وغیرہ بجانے اور گانے والے کبھی معززین کے گروہ میں شمار نہیں ہوسکتے خواہ ان میں سے کوئی دس ہزار روپیہ تنخواہ پانے والا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر یہ باتیں ہتک کا موجب نہیں تو ان کے اختیار کرنے والوں کو کیوں اتنا ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ یورپ میں جو اس وقت موسیقی پرستی میں انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ وہاں بھی اس وقت تک یہی حال ہے کہ ناچنے اور گانے والی لڑکیاں شرفاء کے ساتھ شادی نہیں کرسکتیں۔ حتّٰی کہ اگر کوئی نوجوان ایسا کرے تو تمام خاندان اس کا بائیکاٹ کردیتا ہے۔ اگر یہ افعال اپنی ذات میں پسندیدہ ہوتے تو میں نہیں سمجھتا کہ ان کا ارتکاب کرنے والوں کو سوسائٹی میں کیوں عزت نہ ملتی۔ اگر واقعی قوالی سے انسان کے اندر نیک خیال پیدا ہوتے ہیں تو قوالوں کو اولیاء اللہ میں

شامل ہونا چاہیئے تھا۔ مگر نہیں' انہیں میراثی سمجھا جاتا ہے۔ ذرا اچھی قسم کا میراثی سہی۔ لیکن میراثی میراثی ہی ہے خواہ وہ اعلیٰ قسم کا ہو یا ادنیٰ قسم کا' بہرحال ادنیٰ لوگوں میں ہی سمجھا جاتا ہے۔ گزشتہ تیرہ سَو سال میں ایسی متعدد مثالیں ملیں گی کہ بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنی لڑکیاں بھوکے صوفیاء کو دے دیں۔ مگر مجھے کوئی ایسی مثال یاد نہیں کہ کسی شریف انسان نے اپنی لڑکی دس ہزار ماہوار آمد رکھنے والے قوال کو دے دی ہو۔ ممکن ہے ایسے کمینہ خیالات کا کوئی بادشاہ ہوا ہو لیکن جہاں تک میرا مطالعہ ہے ایسا کسی نے نہیں کیا۔ تیس روپیہ ماہوار آمد رکھنے والے صوفی کو تو لڑکی دے دی مگر کسی نے آج تک کسی بڑے سے بڑے قوال کو یہ نہیں کہا کہ جب تم گاتے ہو تو لوگوں میں روحانیت پیدا ہوجاتی ہے اور خدا تعالیٰ مل جاتا ہے۔ تم بڑے بزرگ ہو میں تمہیں اپنی بیٹی پیش کرتا ہوں کہ اسے خادمہ سمجھو۔ کیا وجہ ہے کہ صوفیاء والا مقام قوالوں کو نہیں دیا جاتا۔ حالانکہ صوفی وہ ہوتا ہے جو خود خدا رسیدہ ہو۔ مگر قوال کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ خدا تک پہنچاتا ہے۔ اگر فطرت کے اندر اس کا عیب مخفی نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے کہ کسی قوال کو کسی روحانی مقام پر نہیں سمجھا جاتا۔

مَیں اپنی بچیوں کیلئے جو استانیاں رکھتا ہوں۔ ان میں سے ایک معلوم نہیں کون سی تھی مگر ایک دن ایک استانی ذکر کررہی تھی کہ ہمارے ہاں عام لڑکیاں ناچتی ہیں۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے یہ موقع ٹال کر دو تین روز بعد اس رنگ میں کہ وہ سمجھ جائے' اسے کہا آپ کی قوم میں ایک بہت بڑا ظلم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ شرفاء ناچنے والی لڑکیوں سے شادیاں نہیں کرتے حالانکہ یہ پیشہ تو اچھا ہے۔ سب لڑکیاں ہی ناچتی ہیں۔ کسی نے اس کے عوض میں پیسے لے لئے کسی نے شوقیہ ایسا کرلیا۔ وہ کہنے لگی ناچنے والیوں کو ذلیل ضرور سمجھا جاتا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ یہ یاتو آپ کی سوسائٹی کا نقص ہے کہ ایک اچھے پیشہ کو بُرا سمجھتی ہے یا آپ کے فیصلہ میں نقص ہے کہ ایک بُرے کام کو اچھا قرار دیا جاتا ہے تو سوسائٹی کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ پیشہ ذلیل ہے اور باوجود اس کی بہت بڑی تعریف کرنے کے بھی ان لوگوں سے جو اس پیشہ کو اختیار کرتے ہیں شرفاء تعلقات کو اچھا نہیں سمجھتے۔ باقی رہا یہ امر کہ ایسی مثالیں بھی مل سکتی ہیں کہ امراء نے ناچنے والیوں سے شادیاں کرلیں۔ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ سوال عام ہے۔ مثالیں تو ہر بات کی مل جاتی ہیں۔ پس اگر یہ نظمیں ڈھولک وغیرہ کے ساتھ بھروائی گئی ہیں تو جس نے کہا کہ میں نے کوشش سے ایسا کرایا ہے میں اسے کہوں گا کہ تُو نے

بڑی بے حیائی کی- اگر تُو اپنی ماں، بہن یا بیوی کو ڈھولک کے ساتھ گانے کیلئے تیار کرتا- اور اس کا گانا لوگوں کو سناتا تو یہ اتنا معیوب نہ ہوتا جتنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا مزامیر کے ساتھ گانا تیار کرانا- اور جماعت کا فرض ہے کہ اس کے خلاف گورنمنٹ کے پاس سخت پروٹسٹ کرے کہ ایسے ریکارڈ کو ضبط کیا جائے- کیونکہ اگر یہ رستہ کھل گیا تو کل کوئی تھیئٹر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل کرنے کیلئے تیار ہوجائے گا- عام ریکارڈوں میں طبلہ وغیرہ سن لینا تو ایسا ہی ہے جیسا کوئی پاخانہ میں چلا جاتا ہے- اب کوئی کہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر پاخانے میں لٹکادی ہے- تو ہم اس کے خلاف سخت اظہار ناپسندیدگی کریں گے یا نہیں؟ بعض چیزوں کی غفلت کی حالت میں اجازت ہوسکتی ہے جیسے کھیل ہے- عام لوگوں کیلئے کھیلنے کی اجازت تو ہے مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا کا کوئی نبی کرکٹ یا فٹ بال کی الیون میں ملازم ہوگیا ہو- کسی بات کا جائز ہونا اور بات ہے مگر اس کا مقام ادنیٰ ہونا اور بات ہے- اللہ تعالیٰ کے کلام کو اعلیٰ مقام پر رکھنا مومن کا فرض ہے- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظموں کا ڈھولک وغیرہ سے گانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی قرآن شریف کو زمین پر رکھ دے- بظاہر تو اس میں حرج معلوم نہیں ہوتا مگر ایسا کرنے والے کے دل پر زنگ لگ جاتاہے- اللہ تعالیٰ کا کلام اس لئے ہوتا ہے کہ اسے پڑھنے سے دل میں خشیت الٰہی پیدا ہو- مگر ڈھولک وغیرہ طرب پیدا کرنے والی چیزیں ہیں جو خشیت کے منافی ہیں- ابن سیرین سے کسی نے بیان کیا کہ فلاں شخص کو قرآن پڑھنے پر حال آجاتا ہے- آپ نے کہا کہ اس کو کسی پتلی دیوار پر بٹھاکر قرآن پڑھایا جائے پھر سارا قرآن پڑھنے پر بھی اگر اسے حال آجائے تو کہنا- بعض لوگوں کی جنون کی حالت ہوجاتی ہے- ایسے لوگ ممکن ہے ایسی دیوار پر جابیٹھیں- مگر ایسے لوگ پہلی صدیوں میں نہیں تھے بعد میں ہوئے ہیں- جن کو عادت ہوجائے انہیں خواہ مینار پر بٹھادو پھر بھی یہی حالت ہوجائے گی- مگر عام طور پر یہ حالت نہیں ہوتی- اس سے بہرحال یہ پتہ لگتا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کا اس کے متعلق کیا خیال تھا- حالانکہ قرآن کریم کو عمدگی سے پڑھنے کا حکم ہے- چنانچہ فرمایا- وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا[۱]- مگر خوش الحانی علیحدہ چیز ہے اور راگ علیحدہ- راگ میں الفاظ کو مدنظر نہیں رکھا جاتا بلکہ سُر اور تال کو دیکھا جاتاہے- مگر خوش الحانی میں صرف آواز کا ہی خیال ہوتا ہے- الفاظ کو نہیں بگاڑا جاتا- اور ڈھولک تو بالکل ہی اور چیز ہے- اس کے سننے سے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا نہیں

ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے مقصود دنیا کی لذت حاصل کرنا نہیں۔ آپ نے تو فرمایا ہے کہ ہمارا شعروشاعری سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض اس لئے ہے کہ شاید کوئی اس ذریعہ سے حق کو پالے۔ لیکن جب گراموفون یا ہارمونیم یا ڈھولک کے ساتھ اسے شروع کردیا جائے تو پھر یہ کلام میراثیوں اور کنجریوں کیلئے رہ جائے گا۔ شرفاء اس کا پڑھنا اور سننا پسند نہیں کریں گے۔

پس اگر معمولی خوش الحانی سے یہ ریکارڈ بھرے گئے ہیں تو اجازت ہے کہ جماعت کے وہ لوگ جنہیں وسعت ہو' بیشک خریدیں۔ لیکن اگر راگ یا ڈھولک وغیرہ اور مزامیر ہیں تو پھر صدر انجمن احمدیہ کو بھی چاہیئے کہ پروٹسٹ کرے اور اس کمپنی کے پاس بھی پروٹسٹ کرے۔ نہ صرف یہ کہ ان ریکارڈوں کو احمدی خریدیں نہیں بلکہ اس کے خلاف سخت پروٹسٹ کریں۔ کیونکہ ایسے رستے کھُلنے سے بات کہیں سے کہیں پہنچ جائے گی۔ مجھے رپورٹ دینے والے نے لکھا ہے کہ اس شخص کو جب کہا گیا کہ مُفتیوں نے ریکارڈ سننے کے خلاف فتویٰ دیا ہوا ہے۔ تو اس نے کہا کہ مُفتیوں کا کیا ہے۔ وہ ان باتوں کو کیا جانیں۔ بے شک ان کا فتویٰ ابھی نامکمل ہے اور اس پر میں نے اپنا آخری فیصلہ نہیں دیا۔ لیکن ہر بے حیا کا کام نہیں کہ مُفتیوں کے فتاویٰ پر تنقید کرے۔ ڈاکٹر کے نسخہ پر ڈاکٹر ہی کسی رائے کا اظہار کرسکتا ہے۔ ماہرِفن کے کام پر ماہرِفن کو ہی کسی اعتراض کا حق ہو سکتا ہے اگر ہر شخص ڈاکٹر کے نسخہ کو رد کرنے لگ جائے تو دنیا میں موت ہی موت پھیل جائے۔ بے شک ڈاکٹروں سے علاج کرانے پر بھی لوگ مرتے ہیں۔ مگر پھر بھی اصل یہی ہے کہ جس کو کسی معاملہ میں کمال ہو' اس کی رائے کو وقعت دی جاتی ہے یہ نہیں کہ جو احمق اٹھے اور اس کے جی میں جو آئے بکتا جائے۔ پس میں امورعامہ کو ہدایت کرتا ہوں کہ اس معاملہ کی تحقیق کرے اور اگر ثابت ہو کہ یہ ریکارڈ ڈھولک اور مزامیر کے ساتھ بھرا گیا ہے تو ایسے ذرائع اختیار کرے کہ اس کا انسداد ہوجائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنی تصویر کھنچوائی۔ لیکن جب ایک کارڈ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس پر آپ کی تصویر تھی' تو آپ نے فرمایا کہ اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اور جماعت کو ہدایت فرمائی کہ کوئی شخص ایسے کارڈ نہ خریدے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ کسی نے ایسا کرنے کی جرأت نہ کی۔ حالانکہ کارڈ پر تصویر چھاپنا ایسی بے حرمتی نہیں جیسی کہ ڈھولک سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظمیں گانا۔ پس امور عامہ کو چاہیئے کہ تحقیقات کرے

اور جماعت کے متعلق نگرانی کی جائے۔ اگر کوئی ایسا ریکارڈ رکھے تو مجھ سے پوچھے بغیر اس کا فوراً بائیکاٹ کردیا جائے اور مجھے صرف اطلاع دے دی جائے۔ اور امورعامہ کو چاہیئے کہ باہر کی جماعتوں کو بھی لکھے کہ اس کے خلاف پروٹسٹ کریں۔ کیونکہ یہ ایسی بے حرمتی ہے جس کی ہم قطعاً اجازت نہیں دیں گے۔

کیا تبلیغ کیلئے اس کے سوا اب اور کوئی رستہ نہیں رہ گیا۔ بے شک اس طرح بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام دوسروں تک پہنچتا ہے مگر سوچنا چاہیئے کس ذریعہ سے۔ جب ہم چوہڑوں کے ہاتھ میں جو پاخانہ اور نجاست سے آلودہ ہوں' قرآن دے کر دوسروں تک نہیں پہنچاتے تو پھر ایک گندی اور گنہگار زبان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو دوسروں تک پہنچانا کس طرح گوارا کرسکتے ہیں۔ یہ تبلیغ نہیں بلکہ تذلیل ہے۔ یہ عزت نہیں بلکہ ہتک ہے۔ پس بیرونی جماعتوں کو بھی اطلاع دی جائے کہ وہ پروٹسٹ کریں۔ آگے یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ کوئی ایکشن لے یا نہ لے۔ مگر ہمارے لئے آئینی پروٹسٹ کا جو رستہ کُھلا ہے اس پر ضرور چلنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی ایسا ریکارڈ ہو جس میں صرف خوش الحانی سے نظمیں بھری گئی ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لاکھوں کی جماعت میں ہزاروں لوگوں کے پاس گراموفون ہوں گے۔ اور ان میں سے جس کے پاس وقت ہو اور اس قدر وسعت ہو کہ اس کا ایسے ریکارڈ خریدنا اسراف میں داخل نہ ہو' وہ ضرور خریدیں گے۔ لیکن گناہ سے ملوث کرکے ذلیل طریق پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو پیش کرنے کی ہم کبھی اجازت نہیں دے سکتے۔

(الفضل ۲۱ - ستمبر ۱۹۳۳ء)

۱؎ المزّمّل:۵